

سوانح

# حضرت زماير ابن قين عليه السلام



مصنف

زبدة العلماء سيد آغا هدى الكهنوي

سوانح

حضرت زبیر ابن قین علیہ السلام

مصنف

زبدۃ العلماء سید آغا مدنی لکھنوی

۵۱-۸  
جناب سید  
چرخ اہلبیت آواز، پورہ نمبر ۸-۵۱

ناشر

رحمت اللہ تک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، گھاٹہ راور، کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

پریس روپے

# فہرست

| صفحہ | عنوان                     | نمبر شمار | صفحہ | عنوان                 | نمبر شمار |
|------|---------------------------|-----------|------|-----------------------|-----------|
| ۲۱   | علمدار لشکر کو آمادہ کرنا | ۲۳        | ۴    | اخبارات کی رائیں      | ۱         |
| ۲۲   | جنگ کے میدان میں مورخ     | ۲۴        | ۶    | تعارف کتاب            | ۲         |
| ۲۳   | نموداری اور شہرت          | ۲۵        | ۷    | کمال عظیم آبادی مرحوم | ۳         |
| ۲۴   | حیرت کی امداد             | ۲۶        | ۸    | ماخذ کتاب             | ۴         |
| ۲۴   | زہیر کا فاحشہ جنگ         | ۲۷        | ۸    | ولادت                 | ۵         |
| ۲۵   | دفاعی جہاد اور            | ۲۸        | ۸    | نام                   | ۶         |
| ۲۵   | کارنامہ رشجاعت            | ۲۹        | ۸    | والدین                | ۷         |
| ۲۶   | زہیر کے تشفی آمیز کلمات   | ۲۹        | ۹    | خاندان                | ۸         |
| ۲۷   | نماز ظہر اور تقسیم فوج    | ۳۰        | ۹    | نشو و نما             | ۹         |
| ۲۷   | زہیر میدان جنگ میں        | ۳۱        | ۱۱   | شہادت کی پیشین گوئی   | ۱۰        |
| ۳۱   | فوج شام کو نقصان عظیم     | ۳۲        | ۱۲   | شادی                  | ۱۱        |
| ۳۱   | شہادت زہیر بن قین         | ۳۳        | ۱۲   | سکونت                 | ۱۲        |
| ۳۲   | زہیر کا مرتبہ             | ۳۴        | ۱۳   | مذہب                  | ۱۳        |
| ۳۲   | زہیر کی یاد               | ۳۵        | ۱۳   | حج کا ارادہ           | ۱۴        |
| ۳۳   | تجہیز و تکفین             | ۳۶        | ۱۳   | امام سے ملاقات        | ۱۵        |
| ۳۳   | زہیر کا قاتل              | ۳۷        | ۱۴   | خطبہ امام اور زہیر    | ۱۶        |
| ۳۴   | زہیر کی عظمت و خصوصیات    | ۳۸        | ۱۶   | کاجواب                | ۱۷        |
| ۳۶   | زہیر نرم طب و حکمت میں    | ۳۹        | ۱۷   | حیرت زہیر کا غصہ      | ۱۷        |
| ۳۸   | تیسرے کلام                | ۴۰        | ۱۷   | وفات                  | ۱۸        |
| ۳۹   | خاندان زہیر               | ۴۱        | ۱۷   | فوج مخالف سے گفتگو    | ۱۹        |
| ۳۹   | زہیر کے ہمنام شہید        | ۴۲        | ۱۹   | شب عاشور              | ۲۰        |
| ۴۱   | باب المراثی               | ۴۳        | ۱۹   | مسئلہ امامت سے دلچسپی | ۲۱        |
|      |                           |           | ۲۰   | فوج خدا میں زہیر      | ۲۲        |
|      |                           |           |      | کا عہدہ               |           |

# ان کتابوں کی فہرست جن سے اس کتاب میں مدد لی گئی

| زمانہ تالیف  | نام مولف مع سنہ وفات                           | نام کتاب                        |
|--------------|--|---------------------------------|
| مطبوعہ ۱۳۱۱ھ | شاہ محمد حسن صابری چشتی                        | ۱ آئینہ تصوف اردو               |
| مطبوعہ ۱۳۲۱ھ | شیخ محمد طاہر شاہی معاصر                       | ۲ البصار العین عربی             |
| ۱۱۱۱ھ        | ملا محمد یاقوت مجلسی المتوفی                   | ۳ بحار الانوار جلد ۷۱ شعر عربی  |
| ۱۳۱۰ھ        | ابو جریر طبری المتوفی                          | ۴ تاریخ الامم والملوک عربی      |
| ۱۱۱۳ھ        | ابو الحسن علی بن اثیر ہندی المتوفی             | ۵ تاریخ الکامل عربی             |
| ذیحجہ ۱۲۴۳ھ  | فاضل مولوی مولانا محمد مہدی                    | ۶ ریاض المصائب عربی             |
| ۱۳۵۶ھ        | امام تیرشن مکھنوازی سید علی نقی                | ۷ شہداء کر بلا حضرت دوم اردو    |
| ۱۲۷۹ھ        | الحاج ولایت علی ابن فرزند علی کامپوری مدونہ    | ۸ عقدا المتعاقدين اردو          |
| ۱۲۹۹ھ        | منشی اسیر المتوفی                              | ۹ کر بلا نامہ فارسی             |
| ۱۶۶۲ھ        | سید علی بن طاہر سن المتوفی                     | ۱۰ لہجہ عربی                    |
| ۱۳۰۳ھ        | شیخ جعفر شوشتری المتوفی                        | ۱۱ مجالس المواعظ والبعکات فارسی |
| ۱۰۸۵ھ        | فخر الدین بن طریح نجفی المتوفی                 | ۱۲ مجمع البحرین عربی            |
| ۱۱۰۷ھ        | علامہ سید ہاشم بحرینی المتوفی                  | ۱۳ مدینۃ المعجز عربی            |
| ۱۳۵۲ھ        | خطیب اعظم مولانا سید سید حسن صاحب قندہ المتوفی | ۱۴ معراج الکلام                 |
| ۱۱۵۷ھ        | لودین یحییٰ ازہمی المتوفی                      | ۱۵ مقتل ابو مخنف                |
| ۱۶۶۰ھ        | ایمانی نراس المتوفی قی حدود                    | ۱۶ مجموعہ درام                  |
| ۱۳۰۹ھ        | لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر کا شانی مطبوعہ   | ۱۷ نسخ التوارخ جلد ششم          |

## اخبارات کی رائیں

جناب مولانا سید آغا مہدی صاحب دام برکاتہم بزرگانِ دین کی سوانحِ حیات کیجا کرنے کا نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر تالیف بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے اس میں آپ نے کربلا کے ایک محبوبِ مجاہد حضرت زبیر بن قینؓ کے حالاتِ زندگی قلمبند فرمائے ہیں۔ ۴۰ صفحات کا یہ رسالہ سنیوں کے لیے بہت دلچسپ اور لائقِ مطالعہ ہے۔ شائقینِ ضرور

ملاحظہ فرمائیں۔ سرفراز۔ اوردسمبر ۱۹۴۲ء

تاج الافاضل جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کے رومی صدر الافاضل و داعظہ مدرستہ الواعظین سابق مدیر الواعظ کی رائے ہے۔

لسانِ الملت عالیجناب مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی نے ہمارے پاس دو رسالے سوانحِ عمری حضرت زبیر بن قینؓ اور حضرت حبیب ابن مظاہرؓ بنرضی ریویو کیجیے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کتاب اپنے خصوصیات کے لحاظ سے قابلِ مدح ہے۔ مولانا کی خداداد سلاجیت اور لطیف بیان نے اس کی دلچسپی میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ شہدائے کربلا کے اکثر شہیدوں کے حال سے دنیا بے خبر ہے۔ مولانا نے ہر ایک کے لیے ایک ایک رسالہ جدا جدا تحریر کرنا شروع کیا ہے۔ یہ رسالے بھی اسی سلسلے کی دو

گڑیاں ہیں۔ مولانا نے کافی جستجو اور وسعت نظر سے کام لے کر ان دونوں اصحابِ امام حسینؑ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ جو ناظرین کے لیے بصیرت کا باعث ہوں گے۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے نمونہ عمل اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ ہماری بالیدگی ایمان کا باعث ہوگا۔

ان باوفا اصحاب کے مکمل حالات زندگی سے آپ مطلع ہونا چاہتے ہیں تو ان دونوں رسالوں کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔  
 آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم مولانا کو تا ابد صحیح و تندرست رکھے تاکہ ان سے ایسے موافقات برابر رونما ہوتے رہیں۔

”الواعظ“ جون ۱۹۴۳ء

سبیل سکینہ  
 حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۸۱

## تعارف

”آفتاب“ لکھنؤ کے تاریک صفحات میں واقعہ کربلا کو سبک کرنے کیلئے بتایا گیا ہے کہ دینائے اسلام کے مشہور خاندان گمبر بر آوردہ لوگ جناب امام حسینؑ کے ساتھ نہ تھے۔

”حاشا وکلا بجز چند لڑکوں اور نوجوانوں کے جو خود حضرت حسینؑ ہی کی ولایت میں تھے اور جن کی مجموعی تعداد مع اولاد کے سترہ یا زیادہ سے زیادہ بائیس تک پہنچتی ہے۔ کسی نے بھی تو ساتھ نہ دیا۔“

”آفتاب“ شہیدِ بجز ص ۲۷ یابت ۱۳۵۷ھ

اس مغالطہ کے جواب میں حضرت زبدۃ العالما وفضلہم نے یادش بخیر الواعظ کے صفحات میں محققانہ انداز سے ثابت کیا تھا کہ انصارِ حسین رضوان اللہ علیہم میں عرب کے بیشتر قبیلے مسلمانوں کے تمام نمائندے دینائے اسلام کے اکثر باشندے شامل تھے اسی مقصد کی تکمیل میں جناب مدوح نے شہدائے کربلا کے مسلسل حالات لکھنا شروع کیئے ہیں جس کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ناصروں کی سلطنت میں کیسے کیسے ڈر شہوار تھے زہیر بن قین کے دولہ انگیز حالات پر یہ پہلا رسالہ ہے جو پیش کیا جا رہا ہے۔ خدائے بے نیاز کی درگاہ میں ہماری دعا ہے کہ بہت جلد انصارِ حسین کے واقعات زندگی جلد کتابی صورت میں قوم کے سامنے آئیں۔

کمالِ عظیم آبادی

## کمال عظیم آبادی

کمال مرحوم مصنف کے تلامذہ میں نمایاں درجہ رکھتے تھے اور شیوخ  
جرائد و رسائل میں کوئی پرچہ ایسا نہ تھا جس میں ان کے مقالات نہ نکلتے ہوں  
وہ اپنے پیرو بھائیوں شیخ ذاکر حسین فاروقی مرحوم ماسٹر شرف الدین حیدر  
ابوالبلاغ مولوی سید علی داؤد صمدی الافاضل میں سب سے زیادہ قریبی درجہ  
رکھتے تھے اور مصنفات میں جابجا ان کے ہاتھ کے صفحات لکھے ہوئے موجود  
ہیں۔ ان کا مقولہ تھا کہ قبلہ کو تو یورپ میں پیدا ہونا چاہیئے تھا (جہاں دانشوروں  
کی قدر اور محبت افزائی ہوتی ہے) افسوس ہے کہ اس جماعت میں اب کوئی باقی  
نہیں۔ کمال نے ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء عطفوان شباب میں رحلت کی اور کاتب  
تقدیر نے صحیفہ عمل مکمل کر دیا۔ فاروقی مرحوم کی کتابیں بھارت اور پاک میں  
موجود ہیں اور ماہٹر صاحب کا مقالہ ”قوام عالم میں تبلیغ دین“ الواعظ کے صفحات  
میں مہینوں جاری رہا۔ اسی طرح ماہنامہ ”میلنگ“ بھی کہیں کہیں موجود ہے کاش  
صوبہ بہار کے ارباب خیر کمال کے مضامین یکجا کریں تو ایک عمدہ ذخیرہ جمع ہو  
جائے۔ مرحوم نے ”آفتاب“ اخبار کا حوالہ دیا ہے جو دارالمبلغین پانڈنالہ  
لکھنؤ سے ”الہم“ بند ہونے کے بعد جاری ہوا تھا۔

ناشر



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زہیر بن قینؓ عرب کے سربراہ اور وہ لوگوں میں تھے۔ اپنی مخصوص شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے ایشال اور اقران میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ فصاحت و بلاغت بزرگوں سے میراث میں پائی تھی۔

**ولادت** نہایت مبارک تھی وہ گھڑی جب زہیرؓ پیدا ہوئے۔ شہدائے کربلا کی تاریخ نامے ولادت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہیں البتہ شاہ محمد حسن صابری حاشی نے آئینہ تصوف میں اس ضرورت کا احساس کیا ہے اور اپنی ذاتی ذمہ داری پر تحریر کیا ہے کہ آپ ۲۷ ذی القعدہ بروز دوشنبہ وقت فجر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے والدین نے زہیر نام رکھا۔

**نام** زہیر اشی عربی میں سفید رنگ کی چمکدار صاف ستھری چیزوں کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے حسین تھے کہ والدین نے نام زہیر تجویز کیا۔

**والدین** باپ کا نام قین تھا جس کے معنی لغت عربی میں آہنگر کے ہیں۔ ممکن ہے ان کے خاندان میں صنعت و حرفت کا چرچا ہو۔ یہ نہایت اچھا پیشہ ہے اگر ندرت سے حضرت داؤدؑ نبی کی سیرت تھی اور قدرت نے ان کے ہاتھوں میں یہ قوت دی تھی کہ لوہا آسانی سے نرم ہو جاتا تھا۔ قین نے بظاہر جناب سرور کائنات صلعم کے زمانہ کا ادراک کیا مگر اصحاب رسولؐ کے حالات میں قین کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ممکن ہے روایت وارد نہ ہونے سے قین کا نام نظر انداز ہو گیا ہو۔ شیعی نقطہ نظر سے اتنا ثابت ہے کہ حضور اکرمؐ نے زہیرؓ کے نان باپ کی شفاعت کا وعدہ کیا۔

لہ تہذیب التہذیب، اصحابہ اسد الغابہ، استیعاب، میزان الاعتدال میں قین کا ذکر نہیں ہے ۱۲۔

**خاندان** | دادا کا نام تیس تھا جو اشراق عرب میں تھے۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد یہ کافی ہے کہ اُن کا نو نہال پیغمبر عربی کے عہد کرامت مہد میں جو "خیر القرون" کا مصداق تھا قبیلہ بجلی میں پیدا ہوا۔ "بجلی" عرب کے قبائل میں بہت مشہور اور ذی عزت قبیلہ ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ ہونے کا فخر یمن کی ایک عورت کو حاصل ہے جس کا نام "بجیلہ" تھا۔ اس قبیلہ کا ہر شخص "بجیلی" کہا جاتا ہے جن میں عمر بن عبدالمطلبؑ اور عیسیٰ بن عبدالمطلبؑ بجلی سربراہ اور وہ اور مشہور لوگ گزرے ہیں۔

**نشوونما** | صوفیائے کرام کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ولادت مکہ میں ہوئی اور بجلی ہونے کی حیثیت سے واضح ہوتا ہے کہ یمن میں پیدا ہوئے۔ ممکن ہے کہ ماں باپ رہنے والے یمن کے ہوں اور سفر حج کے سلسلہ میں مکہ معظمہ میں ان کے یہاں فرزند زینہ پیدا ہوا اور کچھ وطن سے ہجرت کر کے مدینہ رسولؐ آئے ہوں۔ زہیر طفولیت کے زمانہ میں یثرب میں تھے اور اپنے حسنی سیرت اور حسن صورت سے مدینہ کے ذروں میں آفتاب بن کر چمکتے رہے۔ امام حسینؑ سے یحییٰ کی محبت تھی اور نبی زادے کے سامنے کھیلنے وقت ان کے قدموں کی خاک آنکھوں سے لگاتے تھے۔ خلیب اہل بیت جناب علامہ شیخ جعفر شوستر ی طاب ثراہ کی رائے ہے کہ زہیر بن قینؑ امام حسینؑ کے یحییٰ کے دوست تھے۔ جس بیٹے کی فرزند رسولؐ کے ساتھ نشوونما ہو اس کی ذہانت، عقل و شعور کا کیا کہنا۔ حسینی محبت خمیر میں تھی۔ زہیر کو خود مجاہدی رسولؐ کہا جاسکتا ہے۔ اور وہ شہادت کی پیشین گوئی سے سفر اسی سے اصحاب رسولؐ کی نظروں پر چرطھے ہوئے تھے۔ زہارہ طفولیت ہی میں قیافہ شناس افراد کی زبانوں سے ان کے زہیر

سہ مجمع البحرین طبعی ۲۰ تاموس فیروز آبادی

مستقبل پر کئی بار پیشین گوئی کی گئی۔

۱) جناب سرور کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے زہیر کو بچپن میں دیکھ کر واقعہ کر بلا میں شریک ہونے کی خبر دی چنانچہ جناب علامہ شیخ جعفر شوستر ی نجفی زہیر بن قین کے حالات میں فرماتے ہیں:-

”زہیر ۷۰ روزہ ہدایت یافتہ تھے (اہل تحقیق) کہتے ہیں کہ یہ وہ طفل ہے کہ جب پیغمبر خدا کسی راہ سے گزر رہے تھے اور اس بچہ کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اصحاب نے (عجب سے) پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا یہ بچہ (میرے) حسین کو بہت دوست رکھتا ہے۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ حسین کے روبرو کھلتا ہے اور حسین کے پیروں کے نیچے کی مٹی لے کر ہوسہ دیتا ہے۔ جبرئیلؑ نے مجھے بتایا کہ یہ کر بلا میں حسینؑ کی نظر لٹ کرے گا۔“

یہ روایت عام طور پر حبیب بن مظاہر کی شان میں بتائی جاتی ہے۔ مگر اصل روایت میں بچہ کا نام درج نہیں ہے۔ اس لئے صحیح فیصلہ دشوار ہے۔ جناب شیخ جعفر کو شہرت سے اختلاف ہے اور ان کا رجحان زہیر بن قین کی طرف ہے لہذا امکان ہے کہ یہ زہیر ہی ہوں۔ اس روایت کو علامہ مجلسی عیدارمہ نے نقل فرمایا ہے۔ عالم جلیل سید محمد مہدی بن سید محمد جعفر موسوی نے آخر حدیث میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ اُن حضرت صلعم نے بچہ کو پیار کرنے کے بعد فرمایا:

”میں قیامت کے دن اس کا شفاء خواہ ہوں گا۔ اور اس کی جلدات قدر سے اس کے مال باپ کو بھی بخشاؤں گا۔“

۱) مجلس المعارف والبقار ص ۱۵۹ بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۶۱ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ تہران  
۲) وفی القیامت اکون شفیعاً لہ ولایبید ولا کرانہ (ریاض المصابیٰ عربی ص ۱۵۱ طبع تہران)

۱) مسلمان فارسی نے جن کو پیغمبرِ خدا کی سرکار سے علم اولین و آخرین عطا ہوا تھا، نے بھی زہیر بن قین کی شہادت کی خبر دی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب بلخ کی لڑائی خلیفہ ثالث کے زمانہ میں فتح ہوئی اور مسلمان منظرِ منصور ہوئے۔ مالِ غنیمت آپس میں تقسیم ہونے لگا تو مسلمان نے زہیر کی فاتحانہ شان دیکھ کر کہا کہ :-

”تم لوگ مالِ غنیمت اور اپنی کامیابی سے خوش ہو رہے ہو جب جو اتانہ آلِ محمدؐ کی حمایت میں جنگ کرنا تو اس سے زیادہ مسرور ہونا۔“ بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہ پیشین گوئی مسلمان باہلی کی تھی جو اس جنگ میں سردارِ لشکر کی حیثیت سے شریک تھے مگر مورخ ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ الفاظ جن کا ترجمہ ہم نے کیا، مسلمان فارسی کی زبانِ معجز اثر بیان کے ہیں۔

سہن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ایک شریف خاندان کی معزز عورت ولیم شادی بنت عمر کے ساتھ عقد ہوا۔ یہ پردہ نشین خاتون دوستدارِ اہل بیت اطہار تھی اور زہیر کی حیثیت واقعہً بلحاظ میں ایک مجر و شخص کی نہ تھی جو بلیغ کچھ سوچے سمجھے فرزندِ طاہرہ پر نثار ہوئے بلکہ وہ امورِ خانہ داری کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان کی قربانیِ اہم اور نہت اہم تھی۔ شارعِ اسلام کی یہ قدر شناسی ہے کہ وہ شادی شدہ شخص کے عمل کی جزا بن گیا ہے جو جوان سے زیادہ قرار دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو رکعت شادی شدہ مرد کی بہتر ہے ستر رکعت نماز سے اس شخص کی جس نے نکاح نہ کیا ہو۔ دوسری حدیث میں رسولِ خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مرد کا اپنے بال بچوں میں بیٹھنا خداوندِ عالم کی نظر میں میری اس مسجد میں ٹھہر کر ماہِ رمضان کے دس دن کی عبادت سے بہتر ہے۔

زہیر نے فوق شہادت میں اس خوشگوار زندگی کو تیر ماہ کہا اور ایک

سہ لہو ف میں نام ولیم کھا ہے۔ لے عقد المتعاقدين سے مجموعہ ورامہ۔

سے یہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت میں دیلم و ختر عمر کہ زہیر بن القین کی بی بی تھی اس نے کہا کہ وہ سبحان اللہ کہ فرزند رسول تمہاری طلب میں پیام بر بھیجے اور تم جانے میں تامل کرتے ہو۔ اٹھو اور جلدی کرو۔ دیکھو کیا فرماتے ہیں۔ زہیرؓ اٹھے اور کچھ دیکھ سنا، وہاں سے جو بیٹے تو ہنستے ہوئے آئے اور چہرہ دمانند نور شیر تاباں تھا۔ آتے ہی حکم دیا کہ ہمارے خیموں کو اکھاڑو اور ہمارے مال و اسباب کو لشکرِ امام حسینؑ میں پہنچاؤ اور اپنی زوجہ دیلم کو طلاق دے کر کہا کہ اپنے لوگوں میں اب جا کے قیام پذیر ہو۔ مجھے پسند نہیں کہ توقیدی اور اسیر ہو میں نے تو کھٹان لی کہ اپنی جان امام حسین علیہ السلام پر قرار کروں گا۔ دیلم کھڑی ہوئی اور روئی اور شوہر کو وداع کیا اور کہا اے زہیرؓ خدا نے تمہارے لئے خیر اختیار کیا میں تم سے سوال کرتی ہوں کہ قیامت کے دن حسینؑ کے ناناکے پاس مجھے بھی یاد کرنا، اور یہ روایت اعم کوئی بی بی نے کہا کہ تم اگر امام حسینؑ کے ساتھ جان دو تو میں حرم کا ساتھ کیوں نہ دوں۔“

زہیرؓ نے ولولہ نصرت میں راستے ہی سے بی بی کو رخصت کیا اور وہ نیک عقیدہ خاتون بھی شوہر کو خدا کے حوالہ کر کے اپنے قبیلہ میں آئی۔ یہ واقعہ منزل زبالہ پر پہنچنے سے پہلے کا ہے۔ امامؑ کی معیت کے برکات سے روز بروز زہیرؓ کا عزم و استقلال بڑھتا گیا۔

امامؑ کا خطبہ اور زہیرؓ کا پُر خلوص جواب

از جسم کے مقام پر جب حرکات لشکر امام کی مزاحمت کے لیے آچکا ہے تو امامؑ نے اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ ارشاد کیا جس میں حمد و ثناء باری کے بعد فرمایا:

سورت حال جو پیش آئی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو اور یقیناً دنیا کا رنگ بدل گیا ہے اور اس کی نیکی رخصت ہو چکی ہے اور اس میں کچھ نہیں رہ گیا ہے سوائے تھوڑے

لہ خسار اللہ لك ۱۲ من قال کان اللہ عوناً و معیناً لك ۱۲ لہوت

حصے کے جو پانی کے بہنے کے بعد برتن میں بچ رہتا ہے اور ایک پست زندگی مثل زہریلی گھاس کے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا اور باطل سے علیگی نہیں اختیار کی جاتی۔ اس صورت میں مومن یقیناً خدا کی ملاقات کا آرزو مند ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تو موت کی صورت میں شہادت کی سی نعمت ہے اور زندہ رہنا ان ظالموں کے ساتھ وبال جان ہے۔

اس خطبہ کا مقصد صرف اصحاب کو انجام سے مطلع کرنا اور ان کے عزائم میں پختگی پیدا کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے ضرورت تھی کہ اس تقریر کو سن کر اصحاب کی جانب سے بھی اپنے اخلاص نیت کا اظہار ہو، زہیر کو اس کا احساس تھا کہ میں اس جماعت میں تازہ شریک ہوا ہوں اس لیے مجھے ایسے مواقع پر سبقت کرنے کا پورا حق حاصل نہیں ہے لیکن ان کا قلبی جوش و ولولہ ان کو سکوت کی بھی اجازت نہیں دیتا تھا۔ خطبہ ختم ہوتے ہی وہ کھڑے ہو گئے اور اصحاب سے ان الفاظ میں تقریر کی اجازت مانگی کہ آپ لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں یا میں کہوں اخلاق و مروت سے بالکل بعید تھا کہ انہیں روکا جاتا۔ سب نے کہا کہ نہیں تم تقریر کرو زہیر نے حمد و ثنائے الہی کے بعد کہا:-

”خدا آپ کی رہنمائی کرے فرزند رسول! ہم نے آپ کے ارشاد کو سنا بخدا اگر دنیا ہمارے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی ہوتی مگر عید ہونا اس سے آپ کی نصرت اور ہمدردی میں ہوتا تو ہم آپ کے ساتھ چلنے کو دنیا کے ہمیشہ قیام پر ترجیح دیتے۔“

امام نے دعائے خیر کی اور ان کے خلوص کی تعریف کی۔ شہدائے کربلا

حصہ دوم۔

حضرہ کی مزاحمت پر زہیر کا غصہ

اس وقت جب امام چارہے تھے اور حُرّیہ ساقدن تھا ابن زیاد کا خط حُرّیہ کے پاس

آیا کہ حسین پر سختی کرو اور انہیں ایسے مقام پر بٹھانے پر مجبور کرو جہاں آب و گیاہ نہ ہو۔ حُرّیہ نے امام کو خط کے مضمون سے آگاہ کیا۔ امام نے فرمایا ہم کو اس قریہ میں جو یہاں سے نزدیک ہے قیام کرنے دو یعنی نینویا اس میں یعنی غاصریہ یا اس تیسرے میں یعنی شفیقہ۔ لیکن حُرّیہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے حکم ہے کہ ایسی جگہ قیام کرواؤں جہاں آب و گیاہ نہ ہو۔ اس وقت زہیر نے کہا فرزند رسول! ان لوگوں سے جنگ کر لینا آسان ہے بہ نسبت اس فوج سے جنگ کرنے کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں۔ یقین جانئے اس کے بعد اتنا لشکر آئے گا جس سے مقادمت کی طاقت ہم میں نہ ہوگی۔ حضرت نے فرمایا میں جنگ میں ابتدا نہیں کرنا چاہتا۔ زہیر نے کہا اچھا بالکل قریب کے اس قریہ کی طرف چلیے جو محفوظ ہے اور فرات کے کنارے ہے۔ اگر انہوں نے ہم کو روکا تو ہم جنگ کریں گے۔ انہوں نے اس قریہ کا نام بتایا۔ عقر حضرت نے اسے بھی مناسب نہ سمجھا اور وہیں اتر پڑے جہاں حُرّیہ کا اصرار تھا۔

(شہدائے کربلا صفحہ دوم)

وفا ۶ محرم وہ منوں دن تھا کہ سپہ سالار شکر شام کر بلا کی زمین پر پہنچا۔ اس بد بخت نے پہنچتے ہی عروہ بن قیس کو امام کی خدمت میں بھیجا اور کہا

جا کر پوچھ کہ آپ اس سمت کیوں تشریف لائے ہیں اور کیا ارادہ ہے۔ عروہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے خدمت گرامی میں خطوط لکھے تھے۔ کہتے لگا مجھے معاف کرو اور یہ خدمت کسی اور سے متعلق کر، ابھی تک امام کی حقیقت کا اتنا اشرافیہ تھا

۱۔ طبری جلد ۶ ص ۲۲۹ ۲۔ طبری جلد ۶ ص ۲۳۲ ۳۔ اور بقول پیر سعد

۳۔ حُرّیہ کو زمین کربلا پر پہنچا۔

کہ عمر بن سعدؓ جیسے بھیجنے کا ارادہ کرتا تھا وہ کوفہ سے خط بھیج کر مدعو کرنے کی ندرت میں پہلو تہی کرتا تھا حتیٰ کہ کثیر بن عبداللہؓ نے جو شر ترین مردم اور توخوار سپاہی تھا پیام پہنچانے کا وعدہ کیا اور ابو شامہؓ نے بڑھ کر روکا۔ ایک سخت گفتگو کے بعد جب یہ شقی ناکام واپس ہوا تو اس کے بجائے قرہ بن قیس پیام لے کر چلا۔ امام نے اس کو دُور سے آتے دیکھ کر اصحاب سے پوچھا کہ تم میں اس کو کوئی پہچانتا ہے؟ حبیب بن مظاہرؓ نے عرض کیا کہ یہ بنی حنظلہ سے ہے اور میرا بھانجا ہے۔ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ حبیبؓ آنے والے کا تعارف کر رہے تھے کہ زبیر بن قینؓ نے بڑھ کر پوچھا کہ کیا حاجت ہے۔ کہا ابن سعد کا پیام حسین تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت دو تو آؤں۔ زبیرؓ نے کہا اپنے جسم سے آلات حرب اتار کر رکھ دے۔ قرہ نے ہتھیار کھولے اور خدمت امامؓ میں پہنچ کر سلام کیا اور قدم چومنے لگا۔ عرض کیا کہ اتنی دور دراز راہ طے کر کے آپ اس سرزمین پر کیوں تشریف لائے ہیں۔ فرمایا مجھے کوفیوں نے خطوط بھیج کر دعوت دی۔ میں نے ان کی استدعا قبول کی۔ اگر رائے تبدیل ہوگی ہوا اور وہ میرے آنے کو مکروہ سمجھتے ہوں تو میں واپس جاؤں۔ قرہ نے کہا خدا لعنت کرے ان پر جنہوں نے آپ کو خط بھیجے اور آج وہ سب ابن زیاد کے حاشیہ نشین ہیں۔“

**فوج مخالف سے گفتگو** | نوین تاریخ کی شام کو جب اہل کوفہ نے دفعتاً امام کی طرف رخ کیا۔ آپ نے جناب عباسؓ کو ان کے

پاس گفتگو کے لئے بھیجا۔ جناب عباسؓ بنی سواروں کے ساتھ جن میں زبیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ بھی تھے ان کے سامنے گئے اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔ جواب ملا کہ ابن زیاد کا حکم آ گیا ہے کہ یا تم سے بیعت لی جائے یا جنگ کی جائے۔ جناب عباسؓ یہ کہہ کر کہ میں امامؓ سے جا کر دریافت کروں تو



اگر جواب دہی واپس ہوتے۔ دوسرے اصحاب سب وہیں کھڑے رہے۔ حبیب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ زہیر بن قین سے کہا کہ ان لوگوں سے کچھ گفتگو کرو کہو تو میں بات چیت کروں۔ زہیر نے کہا کہ تحریک اس کی اپنے کی ہے آپ ہی گفتگو بھی بھیجیے۔ حبیب نے تقریر شروع کی اور آخر میں کہا تم ایسے لوگوں کو قتل کرتے ہو جو عبادت گزار ہیں اور پچھلے پہر سے اٹھ کر خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ اس موقع پر عروہ بن قیس نے فوج دشمن سے یہ فقرہ کہا کہ حبیب تم اپنی تعریف بہ موقع پر کرتے ہو کہ میں بڑا عبادت گزار ہوں۔ زہیر کو اس گستاخی پر غصہ آ گیا۔ کہنے لگے پھر اس میں شک کیا۔ بیشک حبیب کے نفس کو خدا ہی نے قابلِ تعریف بنایا ہے اور اس کی راہ نمائی کی ہے۔ اسے عروہ میں تمہیں نصیحت کرنا ہوں کہ تم اس جماعت کے ساتھ شریک نہ ہو جو گمراہی کی حمایت کر رہی ہے اور پاک نفوس کو قتل کرتی ہے زہیر کی آواز تعجب کے ساتھ سنی گئی۔ عروہ نے انہیں پہچان کر کہا زہیر تم تو اس گھرانے کے شیعوں تھے تم عثمانی گروہ میں سے تھے۔ زہیر نے کہا اب اس وقت میرے یہاں کھڑے ہونے سے تم سمجھو کہ میں شیعوں ہوں۔ خدا کی قسم میں نے نہ حسین کو خدا لکھا تھا نہ کوئی قاصد بھیجا تھا اور نہ نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ راستہ میں اتفاق سے ان کا میرا ساتھ ہو گیا۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کی قرابت کا ان سے خیال آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہیں۔ پس میں نے طے کر لیا کہ مجھے ان کی مدد کرنا چاہیے اور میں ان کی جماعت میں داخل ہو جاؤں اور اپنی جان ان پر فدا کر دوں۔ خدا و رسول کے اس حق کو ادا کرنے کے لئے جسے تم لوگوں نے ضائع اور برباد کر رکھا ہے۔ (شہدائے کربلا)

## شب عاشورا

دسویں شب کو جب امام نے وفا شعار اصحاب کو جمع کر کے انہیں اپنی بیعت کی اہم ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا تو جواب میں عزیزوں کے بعد اصحاب نے باری باری تفریریں کیں۔ اس وقت زہیر بن قین کے پرجوش الفاظ یہ تھے: "تسم خداک میں دوست رکھتا ہوں کہ (آپ کی نصرت میں) قتل ہوں۔ اور پھر زندہ ہوں اور دشمن میری جان لیں۔ اسی طرح ہزار دفع ہو لیکن اس قربانی سے خدا آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی جانیں بچالے۔"

اس عمل پر تارخ طبری اور شیعہ مقاتل میں جایجا تقریباً یہی الفاظ ملتے ہیں مگر زیارت میں امام زمانؑ روحی فداہ نے اس مجاہد اعظم کے اظہار عقیدت کی ترجمانی حسب ذیل الفاظ میں فرمائی ہے۔

”میرا اسلام ہوان زہیر بن قین بجلی پر جنہوں نے حبیبؑ (مظلوم) سے ساتھ چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت پانے کی حالت میں عرض کیا خدا کی قسم یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ فرزند رسولؐ خدا کو دشمنوں کے ہاتھ میں قید چھوڑ دوں اور خود بچ جاؤں۔ خدا مجھے یہ دن نہ دکھائے۔“

اس اختلاف بیان کی یہ وجہ نہیں ہے کہ ہر دو جوابات میں ایک صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زہیرؑ نے پہلا جواب شبِ عاشور کا خطیبہ سن کر دیا ہو اور دوسرا جواب کسی اور موقع پر ہو۔

مسئلہ امامت سے دلچسپی  
واقعات کربلا میں بہت تھوڑا حصہ بھی ایسا نہیں جسے کسی امام نے بیان کیا ہو کہیں کہیں تو ان موصوم کتابوں سے

لہ واللہ لو دوت انی تلت ثم نشرت ثم قتلت حتی اقتل بکذا الف  
وان اللہ لیدفع بقلک القتل من نفسك ومن النفس هو لاء الفتیان -  
من اہلبیتک ص ۲۳۹ - طبری جلد ۶ -

امام زین العابدین علیہ السلام نے شب عاشور زہیر بن قین کی ایک گفتگو سے مستدہامت میں ان کی دلچسپی کا ذکر فرمایا ہے۔ ابتدا و کلام میں مظلوم کربلا کا خطبہ پڑھنا اصحاب کو بیعت سے آزاد کرنا۔ قاسم بن حسن کی اپنی موت سے باخبر ہونے کے بعد شیرازہ گفتگو، امام کا اپنے اول فضل شیر خوار تک کی شہادت سے خبر دینا وہ جگر پاشن کلمات تھے کہ حاضرین میں کہہ رام گریہ برپا ہوا حرم سرا سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر کو یہ اندیشہ ہوا کہ جب گود کا بچہ بھی ذبح ہو جائے گا تو نسل رسولؐ کیونکر قائم رہے گی۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ (اس خیال میں) زہیر اور حبیب نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا اسے سید (و آقا) ہمارے سردار علی (بن الحسین) کا کیا حال ہوگا۔؟ امام حسین نے اب دیدہ ہو کر جواب دیا۔ کہ خدا دنیا میں میری لہلہ قطع نہیں کرے گا۔ سید سجاد تک دشمن کیونکر پہنچ سکتے تھے وہ تو آٹھ اماموں کے باپ ہیں۔ اس جواب سے زہیر مطمئن ہوئے۔

### فوجِ خدایں زہیر کا عہدہ

میمنہ اور میسرہ فوج کی اہم ذمہ داریاں ہیں جن بہادروں کو یہ خدمت تفویض ہو وہ لشکر میں امتیازی حیثیت کے جوان سمجھے جاتے ہیں۔ تاریخ میں ہے کہ امام نے بروز عاشور زہیر بن قین کو اپنے اصحاب کے میمنہ (دائیں جانب) پر افسر اور حبیب بن مظاہر کو میسرہ (بائیں طرف) کا سردار قرار دیا اور علم لشکر اپنے بھائی عباسؑ کو عطا فرمایا۔

یہ انتخاب زہیر بن قین کی شجاعت اور مردانگی اور ان کے فنون جنگ سے ماہر ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے اور امام کے اس طرز عمل سے واضح ہوتا ہے زہیر بن قین کی جنگی خدمات حبیب بن مظاہر ایسے تجربہ کار اور سن رسیدہ مجاہد سے کم تر تھیں۔ منشی امیر مرحوم نے اس مقام کو کس لطف سے نظم کیا ہے۔

لے مدنیۃ الحاجز سن تاریخ کامل ۲۲۵۷ سن کر بلا نام ۱۳۶۷ مطبوعہ نولکشور ۱۳۹۶ھ

بترتیب سپاہِ من شاہِ پرداخت بہترین کو اکب ماہ پرداخت  
 مروے زہیر از میمنہ تافت! حبیب ابن مظاہر بلیرہ یافت  
 علم در دست عباس دلاور  
 بسان حمزہ در فوج پیما

علمدار لشکر کو آمادہ کرنا  
 زہیر فوج کا علم نیکر (حضرت) عباس فرزند  
 (حضرت) علی (مرثیہ) کی خدمت میں آئے اور  
 عرض کیا کہ اے علیؑ کے لال میں چاہتا ہوں کہ (اس وقت) آپ سے وہ گفتگو کروں  
 جس کو عرصہ سے محفوظ کیے ہوئے ہوں۔ فرمایا ہاں کہہ دو تم پر کوئی بار نہیں۔ تم  
 اس وقت راوی کی حیثیت رکھتے ہو۔ زہیر نے عرض کیا اے ابوالفضلؑ جان  
 جائیے آپ کے والد (حضرت) امیر المؤمنین علیہ السلام نے آپ کی والدہ ام البنینؑ  
 کے ساتھ جب عقد کرنا چاہا تھا تو اپنے بھائی عقیلؑ سے جو انساب عرب سے  
 باخبر تھے فرمایا تھا کہ بھائی میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے ایک ایسی خاتون  
 سے پیام عقد دو جو حسب و نسب اور شجاعت میں ممتاز ہو تاکہ اس سے ایک  
 بہادر اور توانا بچہ پیدا ہو اور میرے اس فرزند کی کر بلا میں نصرت کرے  
 اور اشارہ فرمایا (امام) حسین علیہ السلام کی طرف: "آپ کو آج ہی کے دن کے  
 لیے دتیرہ کیا ہے۔ بھائی کی مدد میں کمی نہ کیجیے گا۔ عباسؑ یرس کر کانپنے لگے اور  
 اس زور سے ننگرا لی کہ رکاب ٹوٹ گئے (اور جوش شجاعت میں فرمایا) اے زہیر  
 آج تم مجھے شجاعت دلاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم کو وہ بہادری دکھاؤں گا کہ تم نے  
 کبھی نہ دیکھی ہوگی۔

زہیر بن قین کا یہ جذبہ دیکھنے کے لائق ہے کہ ان کے دل میں امامؑ کی محبت  
 اس پیمانہ پر تھی کہ حضرت عباسؑ ایسے پیکرِ وفا کا جوشِ شجاعت بڑھا دیا

شیر نے انگریزوں کو دریا پار لی ہیں بار بار  
 کہتے ہیں عباس کے بند قبائلوں نے (جادو)

جنگ کے میدان میں موعظہ

ترتیب لشکر اور صف بندی کے بعد جب  
 امام اپنا وہ تاریخی خطبہ فرما چکے جس میں  
 آپ نے اپنے خاندانی خصوصیات اور بیگناہی اور اس کے ساتھ فوج دشمن  
 کے ظالمانہ رویہ پر دلائل قائم کیے تھے تو زبیر بن عقیل میدان میں نکلے گھوڑے  
 پر سوار ہو کر پاؤں تک اسلحہ جنگ سے آراستہ انہوں نے کہا کہ کوفے والو ڈرو  
 خدا کے عذاب سے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو نصیحت کرے  
 اور ہم ابھی تک بھائی بھائی ہیں، ایک دین کے پیرو ہیں، ایک جملت پر ہیں جب تک کہ  
 ہمارے تمہارے درمیان تلوار سے مقابلہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہماری جانب سے  
 نصیحت کے مستحق ہو ماں جب تلوار کی نوبت آجائے تو پھر ذمہ داری ختم۔ پھر ہم  
 ایک امت اور تم دوسری امت۔ یقیناً خدا نے ہمارا اور تمہارا امتحان لیا ہے۔  
 اپنے نبی محمد مصطفیٰ کے بارے میں تاکہ وہ دیکھے کہ ہم اور تم کیا کرتے ہیں۔ ہم تم کو  
 دعوت دیتے ہیں کہ ان کی مدد کرو اور سرکش عبید اللہ بن زیاد کا ساتھ چھوڑ دو  
 کیونکہ تم ابن زیاد اور اس کے باپ سے ان کی تمام مدت سلطنت میں نہیں پاؤ  
 گے سوائے برائی کے۔ وہ تمہاری آنکھوں میں سلاخیال پھرواتے رہے ہیں تمہارے  
 ہاتھوں پیروں کو قطع کرتے اور تمہارے اعضاء جسم کو جدا کرتے اور تم کو  
 سولیوں پر چڑھاتے رہے ہیں اور تمہارے منتخب لوگوں کو اور حفاظ قرآن جیسے  
 حجر بن عدی اور ان کے ساتھی اور بانی بن عروہ اور ان کے ایسے لوگوں کو قتل  
 کراتے رہے ہیں۔

کوفے والے حق کے طالب ہوتے تو اس نصیحت سے اثر بھی لیتے وہ سب

سمجھتے تھے مگر وقتی طمع اور دنیا کی ہوس ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالے ہوئے تھی انہوں نے زبیرؓ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور ابن زیادؓ کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ ”ہم اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک تمہارے سردار اور ان کے تمام ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں یا گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔“

زبیرؓ اب بھی خاموش نہ ہوئے اور ہر ایت کرتے رہے سردار ان فوج کو ہر اس طرح کی تقریر سے یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ کہیں کسی کے دل پر اثر نہ ہو جائے۔ شمرؓ نے جب دیکھا کہ زبیرؓ کسی طرح خاموش نہیں ہوتے، زبیرؓ کو تیر مارا اور کہا بس خاموش، خدا تیری زبان کو خاموش کرے۔ زبیرؓ کو شمرؓ کی اس بیجا مداخلت سے غصہ آ گیا۔ انہوں نے سخت لہجہ میں شمرؓ کو مخاطب کیا اور کہا ”میں تجھ سے کچھ نہیں کہہ رہا ہوں تو تو جاہل ہے تیرے لیے عذاب کی خوشخبری ہی کافی ہے۔“

شمرؓ نے کہا دیکھو تھوڑی دیر میں تم اور تمہارے ساتھی اور سردار سب قتل ہونا چاہتے ہیں۔ زبیرؓ نے کہا ”تو مجھے موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم حسینؑ کے ساتھ مرنا مجھے تیرے ساتھ دائمی زندگی حاصل کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔“ اس کے بعد پھر وہ لشکر کی طرف مخاطب ہوئے اور بلند آواز سے کہنے لگے۔ ”اے اللہ کے بندو اس بد معاش ظالم اور اس جیسے لوگوں کے فریب میں نہ آؤ۔ خدا کی قسم پیغمبر خداؐ کی شفاعت ان لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتی جو ان کی اولاد اور اہل بیت کا خون بہائیں اور ان کے اعوان و انصار کو قتل کریں۔“

انہم زبیرؓ کے مقابل میں فوج دشمن کاروید دیکھ چکے تھے انہوں نے شمرؓ کا تیر لگانا اور سخت کلامی کرنا بھی دیکھا۔ اس کے بعد انہیں زبیرؓ کا میدان میں رہنا مناسب نہیں معلوم ہوا، آپ نے کسی سے لپکار کر کہلوایا۔

اگر مومن آلِ فرعون نے اپنی قوم کی نصیحت کی تھی اور دعوتِ حق کے فرض کو انجام دیا تھا تو بخدا تم نے اس جماعت کی نصیحت کردی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ مگر نصیحت اور تبلیغ کا کوئی اثر بھی تو سہو (شہدائے کربلا حصہ دوم)

**نموداری اور شہرت** زہیر بن قینؓ حسینی فوج کے ان نمودار اشخاص میں سے تھے جن کا نام فوجِ دشمن کے لوگوں میں بھی پوری

طرح مشہور تھا اور اسے امتیاز حاصل تھا چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی اور فوجِ مخالف یسار اور سالم میدانِ جنگ میں آئے اور مبارز طلب کیا۔ انصار امام سے عبداللہ بن عمیر کلبیؓ مقابلہ کے لیے باہر نکلے ان دونوں نے نام و نسب پوچھا کہا ہم تم کو نہیں پہچانتے ہمارے مقابلہ کے لیے زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر کو آنا چاہیے۔ (شہدائے کربلا حصہ ۲)

**حُرّ کی امداد** جب حُرّ میدانِ جنگ میں آگئے اور جزیرہ زہیر بن قینؓ حُرّ کے پاس میدانِ جنگ میں آگئے اور حُرّ کے ساتھ مل کر

جنگ کرنا شروع کی اور سخت جنگ کی حالت یہ تھی کہ جب ایک نے حملہ کیا اور وہ دشمنوں میں گھبر گیا تو دوسرا حملہ کر کے اسے فوجِ مخالف کے حلقے سے نجات دیتا تھا یہی صورتِ فوج دیر تک قائم رہی اور آخر میں پیادوں کی فوج نے حُرّ کو گھسیٹ کر قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عمیرؓ کے شہید ہو جانے کے بعد عمرو بن حجاج ملعون نے فوجِ خدا کے زہیر کی زلزلہ افکن فاتحانہ جنگ

۱۰ طبری جلد ۶ ص ۲۴۳ سے طبری جلد ۶ ص ۲۷۵

۱۱ طبری جلد ۶ ص ۲۵۲

مہینہ پر حملہ کر دیا۔ کجاوہ ملکہی دل فوج جو کسیر و سیراب آلا تہ حرب میں غرق اور کجاوہ تشنہ و گرسنہ مجاہدین میں کہ بعض زرہ پوش بھی نہ تھے پیر اسن زیب جسم کیے ہوئے جہاد کر رہے تھے مگر دل میں ایمانی طاقت تھی اور ارادہ میں وہ بختگی تھی جس کی دنیا میں مثال نہ تھی دشمن کو تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا گھٹتے ٹپک کر نیروں کو علم کر دیا اور پوری طاقت سے بیٹھا مار سواروں کو روک لیا۔ اگر ایک قطرہ کا پورے سمندر سے مقابلہ صحیح ہے اور مور ناتواں کو وہ پیکر فیصل سے تصادم کر سکتی ہے تو حسینی مہینہ اور عمر بن حجاج کی جنگ صحیح تھی مگر کوہ کا کاہ سے ٹکرانا سر اسر ظلم ہے اصحاب حسینؑ اصول حرب کے انتہائی ماہر تھے ان کو اس خطرناک عمل پر بجز اس کے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ اپنے نیروں سے گھوڑوں کی سدا کو روکیں تعریف اس امر کی ہے کہ اس خونریز جنگ کے وقت کسی مجاہد کے پائے ثبات میں لغزش نہیں پیدا ہوئی اور نیروں کی ازیت سے لشکر مخالف کے گھوڑے منہ موڑ کے پیچھے ہٹے اور امامؑ کا مہینہ دشمن کی زد سے بچ گیا اور اصحاب حسینؑ نے مدافعت حیثیت سے تیروں کا مہینہ برسا کے مخالف طاقت کو شکست دی مہینہ زہیر کے زیر نگین تھا۔ اس لیے اس کا میا بی کا سہرا بھی زہیر کے سر ہے۔

حملہ اولی کے بعد جس میں پانچ آدمی فوج  
حسینی کے ایک ہی مرتبہ شہید ہو گئے تھے  
لشکر مخالف کی ہمتیں بہت بڑھ گئی تھیں

**زہیر بن قین کا دوسرا دفاعی  
جہاد اور کارنامہ شجاعت**

اور کوشش تھی کہ اب دم کے دم میں اس مہم کو سر کر دیا جائے۔ اس لیے مختلف صورتوں سے حملے کیے جا رہے تھے مگر امام حسینؑ کی بے نظیر سیاست حرب اور ان کے اصحاب کی بے مثال شجاعت ہر حملہ کو ناکام بنا دیتی تھی آخر میں دشمن نے حضورؑ امام حسینؑ کے نیچے پر حملہ کیا اور اپنا نیزہ نیچے پر مار کر کہا کہ لاؤ آگ لاؤ میں اس



خیمے کو اس کے رہنے والوں سمیت جلادوں - خیمے میں ایک شور مچا دیا اور فریاد کا بلند ہر گیا۔ اس وقت زبیر بن قین ہی تھے جنہوں نے اپنے دس بہادر سپاہیوں کے ساتھ حملہ کیا اور شمرؓ اور اس کے ساتھ کی فوج کو خیموں کے پاس سے دور ہٹا دیا اور ابو عزرہؓ جنابیؓ کو جو شمرؓ کا خاص آدمی اور اس کے قبیلے سے تھا، قتل کر دیا۔

دشمن کی فوج نے جو اپنے ایک ممتاز سپاہی کو قتل ہوتے دیکھا تو پورے جوش و خروش سے ان دس آدمیوں پر ٹوٹ پڑے اور سخت خونریزی لڑائی ہوئی مگر ان بہادروں نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن کو شکست ہوئی اور زہیرؓ واپس ہوئے۔ (شہدائے کربلا صفحہ دوم)

امام کے سامنے زہیرؓ کے تشفی آمیز کلمات

جب حبیب بن مظاہرؓ شہید ہو چکے تو فرزند رسولؐ کے چہرے پر آثارِ شکتگی نمایاں ہوئے اور حبیبؓ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا اے حبیبؓ تم مردِ فاضلؓ ہو اور ایک رات میں ختم قرآن کرتے ہو۔ زہیر بن قینؓ اٹھے اور کہا اے فرزند رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیسی شکتگی میں آپ کے چہرے پر دیکھ رہا ہوں۔ کیا آپ تصور نہیں فرماتے کہ میں حق پر ہوں۔ فرمایا ہاں خلاقِ عالم کی قسم میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میں اور تم لوگ حق اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ زہیرؓ نے کہا پھر تم کو کیا پرواہ بہشت اور اس کی (ابدی) نعمتوں کی طرف جاتے ہیں۔

سہ رحمۃ اللہ یا حبیب لہد کنت فاضلاً ختم القرآن فی لیلۃ واحدہ (مقتل ابی

مخفف ص ۱۲ طبع تہران

## نماز ظہر

نماز کا وقت آچکا تھا اسی کی مہلت مانگنے کے سلسلہ میں حبیب بن مظاہرؓ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور اس کے بعد بھی جنگ ملتوی نہیں ہوئی اور مہلت نہیں دی گئی۔ ایسے موقع کے لیے شرع نے نمازِ خوف کا حکم دیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ فوج کے دو حصے ہو جائیں۔ ایک دشمن کے ساتھ مقابلہ کرے اور دوسرا نماز میں شرکت کرے۔ امام نماز کو طول دے یہاں تک کہ پہلا حصہ اپنی نماز کو تخفیف کے ساتھ تمام کر کے جائے اور دشمن کے سامنے کھڑا ہو تو پہلا حصہ فوج کا آکر نماز میں شریک ہو۔ امام نے اپنی مختصر فوج کی تقسیم اسی طرح کی علامہ مجلسی نے بحار میں لکھا ہے:-

امام نے زبیر بن قینؓ اور سعید بن عبداللہ حسنیؓ سے فرمایا کہ تم دونوں آگے بڑھو یہاں تک کہ نماز پڑھو۔ یہ دونوں اصحاب کی تقریباً نصف جماعت کے آگے بڑھے اور حضرت نے نمازِ خوف ادا کی (شہدائے کربلا حصہ ۲)

سعید بن عبداللہ جو امام کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے تھے اور تیر جسم میں گھر کر رہے تھے۔ زخمی ہو کر گرے اور جاں بحق تسلیم ہو گئے، مگر زبیرؓ اس منزل سے گزر گئے۔

## زبیر بن قینؓ کا میدانِ جنگ میں لڑنا

زبیرؓ کو بارگاہِ حسینی سے کب اذنِ جہاد ملا اور انہوں نے کب آخری جنگ کی گذشتہ صفحات کے مطالعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ میدانِ نبرد میں زبیر بن قینؓ کی جدوجہد کتنی وسیع تھی زبیرؓ جو ان نہ تھے ادھیڑ عمر کے سپاہی تھے اور جوان بھی ہوتے تو آخر ایک انسان تھے کہاں تک قوت و فاعلتی۔ سب سے پہلے جب میمنہ لشکر پر حملہ ہوا تو تین دن کی بھوک اور

پایس میں اپنے مختصر ساتھیوں کو لے کر جنگ کی، حرب بن یزید ریاحی کے ساتھ لڑے،  
 طہر سے قبل شمشیر کے مقابل میں جہاد کیا۔ ابو مخنف کے بیان سے واضح ہوتا ہے  
 کہ اس وقت کی شمشیر زنی میں زہیر نماز کا وقت آجانے کی وجہ سے لڑائی روک  
 کر واپس ہوئے اور نماز پڑھی۔ اور دوبارہ میدان جنگ میں جا کر ایک عظیم جنگ  
 کے بعد شہید ہوئے۔ "میں کہتا ہوں کہ نماز کے وقت بھی جہاد کیا اور جو تیر امام کی  
 طرف آرہے تھے ان کو روکا اس میر العقول کا رگڑاری کے بعد یقیناً ان کی قوت کو  
 جواب دینا چاہیے تھا اور قدرتِ خدا تھی جو زہیر طہر کے بعد تک زندہ رہ سکے۔  
 اس پر تقریباً اربابِ مقاتل کا اتفاق ہے کہ وہ حبیب بن مظاہر کے بعد  
 شہید ہوئے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ حبیب کے سپرد بائیں طرف کی فوج تھی  
 جب میرہ فوج کا افسر نہ رہا تو مینہ فوج کا عہدہ دار کیا کر سکتا تھا۔ زہیر کے  
 گراں قدر خدمات سے خدا نے ہر سختی میں ان کو بچایا حتیٰ کہ پردگیانِ عصمت سے  
 حاصوا عن دین اللہ کی صراحت ہوئی اور بقیہ اصحاب میں بے چینی اور اضطراب  
 کی لہر دوڑ گئی۔ یہ وہ تلخ وقت تھا جس کے بعد زہیر زندہ رہنا چاہتے ہی نہ تھے  
 مورخ سپہر کاشانی نے لکھا ہے کہ بیبیوں کی مدائے شیون کے بعد سب سے  
 پہلے زہیر بن قینؓ اجازتِ جنگ لے کر میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔  
 انا زہیر وانا ابن القین      وفی یمنی مرھف الحدین  
 اذنا دکر بالسیف عن حسین      ان حسینا احد السبطین  
 ابن علی طاہر الحدین      من عتقت البر التقی الزین  
 ذاک ما سول اللہ غیرا لمین      یا لیت نفسی قسمت قسمین  
 وعن امام صادق الیقین      اضربکم محامیاً عن دین

لے پس اس کلمات اول کس زہیر بن القینؓ بود کہ دستور مبارک بخوانست و بمیدان آمد۔  
 نسخ التواریخ ص ۲۵



الْيَوْمَ نَلْقَىٰ جَدَّكَ النَّبِيَّ وَآلَهُ  
 وَذَ الْجَنَاحِينَ الْقِيَّ الْكَمِيَا  
 وَمَنْ مَضَىٰ مِنْ قَبْلِنَا لَقِيَا  
 فِي حِكْمٍ اِقَاتِلِ الدَّعِيَا  
 لَتَبْشُرُوا يَا عِمْرَةَ النَّبِيَا  
 وَالْحَوْضَ حَوْضَ الْمُرْتَضَىٰ عَلِيَا  
 فَاقْرَأْ حَسِيْنًا هَادِيَا مَهْدِيَا  
 مُحَمَّدًا وَالْمُرْتَضَىٰ عَلِيَا  
 وَفَاطِمَةَ الطَّاهِرَةَ الزَّكِيَا  
 فَاللَّهُ قَد صَيَّرَنِي وَلِيَا  
 وَاسْتَشَدَّ اللَّهُ الشَّهِيدَ الْحَيَا  
 بِجَنَّةٍ تُشْرَبُ بِهَا مَرْيَا

حسینیت کی طرف بڑھے جیلو (اس دارالحداد میں) وہی ہادی اور مہدی میں  
 آج ان کے نانا سے ہمیں ملاقات کرنا ہے وہ محمد (ہمارے) نبی ہیں اور مرتضیٰ  
 علی اور ان کے جوان بھائی جن کو بہشت میں ہاتھ کٹنے کے صلے میں دو بازو  
 عطا ہوئے ہیں اور فاطمہ زہرا جن کی طہارت اور پاکیزگی پر آیتِ تطہیر گواہ ہے۔  
 ہم سے پہلے جتنے بڑے بزرگ گذرے ان سب کی زیارت ہوگی۔ خدا نے ہم کو ان  
 حضرات کی محبت کے صلے میں ولایت کا درجہ دیا ہے اور ہم اولادِ زمانا کے  
 قائل ہیں۔ شہزادے علی اکبر نے بھی اپنے رجز میں اظہار کیا ہے۔ زہرا کہتے ہیں  
 اقاتل الدعینا اور امام زادہ کا قول ہے لایحکم فینا ابن الدعی ہم پر  
 بدکار حکومت نہیں کر سکے گا۔ آخر رجز میں زہرا کہتے ہیں کہ حیا لایکوت گواہ  
 اور بہترین شاہد ہے کہ عترتِ رسولؐ وہ ہے جو بہشت کی بشارت دے چکی ہے  
 وہاں کے مشروبات خوشگوار ہیں اور حوض کوثر پر علیؑ کا پہرہ ہے۔

اسی رجز کے بعض شعر حجاج بن مسروقؓ کی زبان سے نقل کیے گئے ہیں  
 مگر صحیح یہ ہے کہ یہ رجز زہرا کا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی مطلع کو بجا  
 میں نقل کیا ہے۔ فاضل سماوی کی تحریر سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ اوپر کے  
 چار مصرعے زہرا نے امام کے روبرو پہنچ کر پڑھے ہیں۔

زہرا کے حملے سے صفیں پسپا ہونا شروع ہوئیں اور فوجِ شام کو

زیرِ زبر کر دیا۔ اس لمبیل کو مورخین نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے سخت ترین جنگ کی اور کسی کی رائے ہے کہ ایسا جہاد کیا جو نہ دیکھا نہ سنا۔

زہیر نے اپنی حربی جدوجہد میں کتنے دشمن قتل کیے۔ صحیح یہ ہے کہ ان کے ہاتھ سے پہلے

جہاد میں پانچ سو سوار اور دوسرے میں ستر ہزار پیادے اور سوار قتل ہوئے۔ اس میزبان کو مجموعی حیثیت سے معتبر مقاتل میں ایک سو بیس نفوس کی تعداد میں ظاہر کیا ہے مگر ایک قول یہ ہے کہ زہیر نے سپاہِ یزید پر حملہ کیا اور اڑتے رہے یہاں تک کہ سات سو سپاہی قتل کیے۔

آخر کثیر بن عبد اللہ شیبی اور ہاجرین اوس تیمی دو شخصوں نے حملہ کیا اور زخمِ سیف و سناں سے زہیر گھوڑے سے گرے اور

بعضہ کہتے ہیں کہ فوجِ مخالف سے ایک تباہ کن تیراکیا جس نے زہیر کو زمین پر گرا دیا اور روحِ گلشنِ جنت کو پرواز کر گئی۔ ممکن ہے کہ قریبی دو حملوں کے ساتھ دُور سے تیر بھی پھینکا گیا ہو امامِ ہالین پر تشریف لائے اور اپنے خاص ناصر کو خاک و خون میں آغوشہ دیکھ کر دعائے مغفرت کی اور قاتل پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا اے زہیر خدام کو اپنی بارگاہ سے دُور نہ کرے اور تمہارے

۱۰۰ قتال زہیر بن القین قتالاً شدیداً (تاریخ کامل ص ۲۹) ۱۰۱ بجعل یقاتل قتالاً لم یدر مثله ولم یسمع بشبہہ (۹۹ ابصار العین) ۱۰۲ مقتل ابو مخنف ۱۰۳ جارا انوار ۱۰۴ حمل علی القوم ولم یرل یقاتل حتی قتل سبتماہ رجل ۱۰۵ شبہ یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ ۱۰۶ ناسخ التواریخ ص ۲۷ ۱۰۷ فجاءہ سہم غابر نجدہ صریحاً و عجل اللہ بروحہ الجنۃ ریاض ص ۲۳ ۱۰۸ لا یبعدک اللہ یا زہیر ولعن قاتلک لمن الذین مسخوا قرۃ و خنازیر۔

قتل کرنے والے پر اس طرح کی لعنت کرے جیسا کہ بندر اور مسور کی صورت میں  
مسح ہونے والوں پر لعنت کی ۔

قبل ازیں سید الشہداءؑ کے حقیقت آموز کلام میں زہیر  
بن قین کو مومن آل فرعون سے تشبیہ دی تھی اور اس

محل پر ان کے قاتل کی عقوبت کو بنی اسرائیل کے معذب فرعون کے ہم وزن بتایا  
موسیٰ و فرعون و شبیر و زبیرؑ، ایں دو قوت از جیات آمد پدید (اقبال)

زہیرؑ کی یاد ایسے پیکر وفا اور مجسمہ شجاعت سپاہی کا ساتھ چھوڑنا  
ایسا نہ تھا جو قدر شناس امام فراموش کر سکتے اپنے دوست

صادق کو آخر تک یاد رکھا۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ امامؑ جب میدان میں  
تشریف لائے تو وہ اپنے بائیں دیکھتے تھے اور دائروں میں سے بجز ان لوگوں کے  
کوئی نظر نہ آتا تھا جن کی پیشانیاں گرد آلود تھیں اور جن کی فریاد کی صدا  
موت نے قطع کر دی تھی (اس وقت) پکار کر کہا اے مسلم بن عقیلؑ، اے  
ہانی بن عروہؑ، اے حبیب بن مظاہرؑ، اے زہیر بن قینؑ۔۔۔۔۔ مجھے کیا ہو گیا  
ہے تم کو پکارتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔

قدر دانی کی حد ہو گئی جو انصار ساتھ قتل ہوئے تھے ان کو بھی یاد کیا اور  
جو پہلے جان دے چکے تھے ان کو بھی فراموش نہ کیا۔ حضرت مسلمؑ و ہانیؑ کی یاد سے  
استغاثہ کی ابتدا منظلوم کربلا علیہ التحیۃ و الثناء کی نظر میں انصار و اصحاب کی  
خاص وقعت کا ثبوت ہے۔

السلام علی من تولى دفنه اهل القری

سے منتقل ابو مخنف سے، تقطیع کلام

تجہیز و تکفین | پس ماندگان میں وقاشعار بی بی کے سوا کوئی نہ تھا جو زہر کے ماتم کی صفت بچھاتا و ولیم آخر تک اپنے باغِ ممنا کی

بربادی پر آنسو بہاتی ہیں اس غم زدہ خاتون کو جب واقعہ کربلا کی خبر ہوئی تو اپنے آخری فرس کی ادائیگی کے لئے مقتول شوہر کے غلام سے کہا کہ جا اور اپنے آقا کو کفن دے جب غلام (بیش قیمت) کفن لے کر کربلا میں داخل ہوا تو اس نے (یہ قیامت خیز منظر) دیکھا کہ فرزند رسولؐ کی لاش عریاں پڑی ہے۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ میں اپنے آقا کو کفن دوں اور (آٹائے کونین) حسینؑ کو یوں ہی چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم یہ نہ ہوگا۔ اس نے امام کو کفن دیا اور اپنے آقا کو دوسرا کفن دیا۔

ارباب تاریخ نے لغش مبارک کے صرف کفن پہناتے کا تذکرہ کیا ہے دفن کا کچھ ذکر نہیں ہے یہ خدمت تو ۱۲ محرم کو براعجاز امام زین العابدینؑ نے بنی اسد کی امداد سے انجام دی اور گنج شہیدان میں باپ کے تمام انصار کو سپردِ ناک کیا۔

قاتل | زہیر کا قاتل اسی ظالم گروہ کا ایک سپاہی تھا جس نے کربلا میں آلِ محمدؐ کا چراغ گل کر دیا۔ اس درندہ صفت فوج کا تعلق یہ وہاں نہیں اور ابن مرجانہؓ سے تھا جنہوں نے ملک شام سے قرونح حاصل کر کے رفتہ رفتہ کوٹھے اور مدینے تک اپنا اثر پھیلا رکھا تھا۔ ان کے دلوں میں ذرہ برابر بھی محبتِ علیؑ نہ تھی ورنہ یہ ناممکن تھا کہ باپ کے دوست بردار بیٹے کے در پر آزار ہوں اور آماجہ قتل ہوں۔

قاتلانِ حسینؑ کو شیعہ سمجھنا ایک ایسا غلط خیال ہے جس کو دشمن بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اہل حدیث امر تبر نے پچھلے دنوں ایک سوال کا جواب شائع کیا تھا اس کا درج کرنا خالی از فائدہ نہیں ہے۔ سوال: امام حسینؑ کے



کے قاتل کون تھے شیعہ یا سنی؟ جواب: امام حسین کے قاتل نہ شیعہ تھے نہ سنی۔  
دنیا دار حکومت کے بار تھے جیسے گذشتہ جنگ میں بغداد اور قسطنطنیہ کی فتح  
میں شریک ہونے والے۔ (الہدایت امرتسر الزما ریح ۱۹۳۸ء)

زہیر بن قین کی عظمت اور خصوصیات | واقعات ختم کرنے کے بعد شخصیت  
کی عظمت اور ذاتی خصائص پر

اگر ہم نے غور نہ کیا تو تدبر سے دنیا فائدہ اٹھانہیں سکتی۔ نگاہ تعمق کی ضرورت  
ہے۔ واقعہ کربلا آیات الہی میں ایک عظیم آیت اور سپاہ تلیل کا ہر زاہر سینیت  
کا جز ہے تو جس طرح قرآن کے آیات پر تدبر کی نظر میں ہمارا فرض ہے اسی  
طرح معرفتِ عنقرت کی منزلوں کو طے کرنے پر عقیدت کی تکمیل ہوتی ہے۔

لایہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ بی بی کو طلاق واقع ہوگئی دلولہ نصرت میں  
کہا تھا اور مراد یہ تھی کہ مودت و القربانی میں مادی محبت کی آمیزش نہ رہے۔  
اگر بزمِ امام میں پہنچ کر کہتے کہ طلاق دیا تو یہاں عدلین تھے قطع تعلق ہو گیا تھا  
اور بی بی بھی صاحبِ معرفت تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ شرائط طلاق موجود نہیں ہیں،  
جب ہی تو کہا کہ بروز قیامت حسین کے نانا کے روبرو مجھے یاد کرنا۔

(ابن زہیر کو سیرت و کردار امیر المومنین فراموش نہیں ہوا تھا۔ یہ ان  
کی بہت بڑی جرأت تھی جو علمدارِ لشکر کے روبرو ان کی عرضِ تخلیق کو یاد دلایا  
اور وہ اس حدیث کو ظاہر کر کے رہے۔

سن مسئلہ امامت سے دلچسپی مومنین کا اہم ترین فرض ہے۔ زہیر نے سلسلہ  
امامت باقی رہنے پر امام کی سرکار سے جو جواب حاصل کیا وہ ان کے ایمان بانگین کی  
بھی دلیل ہے۔ اور اس مسئلہ پر شاہد ہے ناظرین نے مجھی غور کیا ہو کہ ہم تو صرف  
ایک امامِ غائب پر ایمان لائے ہیں اور صدر اول کے اہل ایمان اس جذبہ میں ہم سے

برتر تھے۔ زہیر بن قین<sup>۹</sup> تو نو اماموں پر ایمان رکھتے تھے جو ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور صلب امام زین العابدینؑ میں تھے بنا بریں زہیر کا ایمان جاہر انصاری کے ایمان سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ جابر کا مستقبل کے سات اماموں پر جو پیدا ہونے والے تھے ایمان تھا اور زہیر کا آٹھ معصومین پر۔

(۱۰) اگر فن طب کے ناخدا جالینوس سے ایک عطائی اور دو فروشن بات کرے تو اس کی صحبت کے حاضرین گستاخی باجرات قرار دیں گے اور ذوق سلیم کہے گا کہ اس کو خاموش رہنا چاہیے اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتا واقعہ کربلا تہیہ تمدن کی سب سے بڑی درسگاہ ہے وہاں اگر کوئی تعجب تیز محل نظر آئے تو وہ حقیقت کا جلوہ ہوگا۔ زہیر بن قین کی شہزادہ عباسی سے گفتگو گستاخی ہوتی مگر نقل حدیث کا اور کونسا طریقہ تھا جو وہ اختیار کرتے۔ یہ استعجاب ان کی جنگ شروع ہونے پر جاتا رہا۔ پہلا امتیاز تو ان کو یہ تھا کہ وہ صبح عاشور سے آغاز جنگ تک کئی مرتبہ جنگ کر چکے تھے۔ تھکے ہوئے ہاتھ تھے جن سے آخری لڑائی ہو رہی تھی اور حضرت عباسی اس جنگ کے ناظر تھے۔ ہر حملہ پر سرکارِ حسینی سے داد ملنا چاہیے۔ فنون جنگ کے بر محل استعمال پر دوسرے بہادر اور دلیر پھیر جاتے ہیں۔ زہیر کی بہادری کے ثبوت میں ناظرین نے واقعہ نکار کے یہ الفاظ بھی پڑھے اور دیکھے کہ مجھ ل بقاقل قتالاً لم یرا مثله ولم یسمیع بشبھ۔ وہ اس طرح لڑے کہ ویسی لڑائی ابھی تک دیکھی نہ گئی تھی۔ اور نہ اس جنگ کا نمونہ سنائی دیا۔

انصار میں یہ شجاعت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی زہیر آپ نے عباسی کی جنگ فردوس بریں سے دیکھی آپ کی جنگ پر سیرت نکار کا وہ فقرہ تھا اور آقا زادہ کی جنگ پر عرب کا اعتراف اس مقام پر مجھے یاد آتا ہے کہ جب میں نے

بخت اشرف میں وہاں کے عالم جلیل مولانا شیخ شمشاد حسین صاحب مرحوم و معذور سے پوچھا کہ بخت میں سب سے بڑا واعظ کون تھا۔ جس سے جناب والا کو تشریف حاصل ہوا تو فرمایا کہ میرزا امادی بختی اپنے فن میں یکتا تھے۔ موصوف کا خاص نظریہ تھا کہ حضرت عباسؑ ایسے بہادر تھے اور روز عاشوران سے وہ شجاعت ظہور میں آئی کہ ۱۸ برس تک واقعو کربلا کے بعد عرب کی ہر صحبت، ہر بزم، ہر مجلس، ہر اجتماع میں شجاعت کا ذکر ہوتا تھا۔

(۵) اس مجسم و فایہادر کی قربانی کے بعد امام انام سے جس تاثر کا اظہار ہوا وہ ان کو موہن آل فرعون کے بلند درجہ تک پہنچاتا ہے اور جس لب و لہجہ میں قاتل پر نفرین کی وہ مثیل عیسیٰؑ قرار دیتا ہے بنی اسرائیل کا آخری گروہ وہ بد بخت تھا جو آسمان سے ماندرہ نازل ہونے پر ایمان نہ لایا اور وہ عذاب الہی سے بندر اور سور کی شکل میں ہو گئے۔ قاتلان حسینؑ کا جرم ان کی نافرمانی سے کم نہیں ہے۔

## زہیر بن قین بزم طب و حکمت میں

انصار امام کے مجمع میں ہر شہید کی سکونت اور ولایت تو معلوم ہوئی اور زیارت ناحیہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ گمنام نہ رہے مگر فنی کمالات اور رجحانات طبع سے واقفیت کا کوئی ذریعہ پیدا نہ ہوا۔ مسلم بن عوسجہ درس کتاب و سنت میں ممتاز تھے حبیب بن منظہ ہر تاری قرآن اور ایک شب میں ختم قرآن کرنے والے فقیہ عصر تھے زہیر بن قینؒ کو فتون مشرقیہ میں طب و حکمت میں کمال تھا۔ یہ افادہ استفادہ اذواعظین شمس العمار سید بہی حسن صاحب قبلہ مرحوم و معذور کی زبانی اس طرح معلوم ہوا کہ ۵ جمادی الاول ۱۳۶۸ھ اتوار کو مسجد کلاں پھاٹک امین آباد لکھنؤ میں نماز مغربین پڑھا کر حسب معمول منبر پر گیا مجلس پڑھی ختم خطابت کے بعد حصہ بیٹا۔

مجلس کے خصوصی افراد میں مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ پرنسپل مدرسہ  
الواعظین اور بعض دوسرے اہل ایمان بیٹھے تھے، تبرک کی تقسیم پر آپس  
میں گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ  
مولانا سبط حسن صاحب قبلہ نے اپنے تلامذہ سے کہا کہ اگر سلسلہ سند اور حوالہ  
نہ چھو تو ایک حقیقت واضح کروں سلطان المدارس کے طلبہ خاموش ہو کر گوش  
برآواز ہوئے قبلہ اعظم نے فرمایا جو شخص کسی مریض کی صحت یابی کے لئے روزہ  
رکھے اور افطار کے بعد یہ دعا کر کے بستر پر آئے کہ اے زہیر بن قینؓ طبیب  
شکر حسین میرے مریض کے لیے دوا تجویز کر دیجیے تو جواب میں ایک بزرگ  
اس بیماری کا نسخہ لکھوادیں گے۔ طلبہ میں ایک کو بول الدم کی شکایت تھی اور  
علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا گھڑ بچ کر جناب کا یہ مقولہ عورتوں میں نقل کیا  
اور مریض کی حقیقی بہن نے بھائی کی صحت کے لیے روزہ رکھ کے حسب ہدایت  
دعا کی خواب دیکھا کہ ایک شخص کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور وہ مریضوں کو  
نسخہ لکھوا رہا ہے۔ بہن نے بھائی کے زوال مرض کی دوا چاہی تو جواب ملا کہ  
وہ خود دوا نہیں کرتا۔ عرض کیا ایسا تو نہیں ہے بہت دوائی۔ فرمایا وہ مجلس  
کا حصہ نہیں لیتا۔

صبح ہوئی اور خاتون نے بھائی سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے تسلیم کیا کہ  
بے شک میں بعض اوقات اثر و حام میں مجلس سے نکلنے وقت حصہ نہیں لیتا  
اب ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اس ہدایت کے بعد پہلی مجلس میں شرکت ہوئی اور مجمع  
میں زحمت اٹھا کر حصہ لیا۔ اسی وقت سے مرض جاتا رہا۔  
کچھ تعجب نہیں اگر زہیر بن قینؓ کو فن طب میں کمال حاصل ہوا اور قدرت  
نے ان کے علم کی یادگار میں بر اثر ودیعت کیا ہو اور اب تو وہ خاک شفا کے

بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ ذاتی کمال میں دوہری طاقت پیدا ہونی چاہیے۔  
مولانا نے محترم کا یہ افادہ میں نے الواعظ سے نشر بھی کیا اور خود  
اپنے ایک مریض کی صحت کے لیے ۱۹۵۱ء کے موسم سرما میں روزہ رکھنا شروع  
شروع ہونے سے پہلے ہی بعد نیت شب اول خواب میں ایک تنومند عرب  
کو دیکھا جو عمامہ و قبا میں ملبوس تھے اور ساتھ ہی اس کی آما کے آسمان پر  
ایک علم نور مشرقی سے مغرب کی طرف بغیر کسی اٹھانے والے کے گذرتا ہوا  
نظر آیا اور میں علم کی زیارت میں ایسا محو ہوا کہ عرب سے ہم کلام نہ ہوا۔ صبح  
کو بیدار ہونے پر پہلا خیال تو یہ ہوا کہ عرب مذکور سیہ فام تھا اور زہیر عربی  
نثر ادخو بصورت انسان ڈوسرے یہ کہ روزہ ابھی تمام نہیں ہوا ہے۔ عمل  
کی تکمیل کا تعلق افطار کے بعد سے ہے خواب قبل از وقت تھا لہذا قابل توجہ  
نہیں۔ دن حالت صوم کے تصورات میں گذرا افطار کیا دعا کی بستر خواب پر  
پہنچا تو آخر شب ایک مرد خوش رو جمیل صورت قبا پہنے ہوئے کرسی پر نظر آئے  
اور خصوصیت کی تعریف کی مجھے خواب میں اتنا درک نہ تھا کہ دو اطلب کرتا۔  
موصوف نے خود ایک چھوٹے آفتابہ میں پانی دے کر رخصت کیا۔ آنکہ جو کھٹکی  
تو نماز صبح کا وقت آچکا تھا۔ تیسرا بظاہر تھی شخص اول ذہیر بن قین کے غلام  
تھے جن کو زوجہ زہیر نے کفن دے کر بھیجا تھا۔ اور علم وہ پرچم تھا جو یمنہ  
پر ہونے کے لحاظ سے ان کے ہاتھ میں تھا۔ اور شخص دوم خود زہیر تھے۔ یہ  
مکمل زیارت تھی اور پانی دینے کا مطلب یہ تھا کہ ہو میو پیٹھک علاج ہو۔ چنانچہ  
ڈاکٹر گھوش کا علاج شروع ہوا پینے کی دوا تجویز کی اور مریض صحت سے قریب  
ہوتا گیا۔

زہیر پیٹھک کے محابی اور عرب کے سربراہ اور وہاں تیسری

انسان تھے۔ وہ تحقیق مذہب کی منزل پر عام لوگوں کی طرح باپ دادا کے پیرو نہ تھے بلکہ ذاتی کرد و کاوش سے راہِ حق اختیار کی تھی۔ نصرتِ امام کے جذبہ میں عیال تک کی پرواہ نہ کی، امام نے ان کو میرہ فوج کا سردار بنایا تھا مگر انہوں نے سیفِ زبان سے بھی پُر زور احتجاج کیا، جنگِ مشورہ دیا، کئی بار تلوار کھینچنے فوجِ عدو سے جو گفتگو ہوئی اس میں شریک رہے حتیٰ کہ ناطقہ زہرا کے لالہ پر اپنی جان فدا کر دی۔ ان کا نام رہتی دنیا تک رہے گا اور شہیدِ نبویؐ کا ہر زائرِ کربلا قبر پہنچ کر ان پر آنسو بہائے گا۔ اور بے پناہ شجاعت اور صبر و استقلال کے تذکرے کرے گا۔ باجی انتہہ و امی طہستہ و طاہت الارض النقی فیہا دفنتہ و فرقتہ فوزاً عظیماً۔

**خاندان** زہیر کے خاندانہ میں سلیمان بن مضارب بن قیس بعلی کا نام نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ زہیر بن فہین کے چچا زاد بھائی تھے اور ان کے ساتھ ۳۵ھ میں حج سے مشرف ہوئے جب زہیرؒ امام کی نصرت کے لیے تیار ہو کر اذات کے قافلہ میں شریک ہوئے تو سلیمان نے بھی اپنی فراست سے اس فریضہ کو محسوس کیا اور وہ بھی بھائی کے ساتھ ہو گئے روزِ عاشور ظہر کے بعد ان کی شہادت واقع ہوئی۔ متقاتل میں اس سے زیادہ ان کے حالات نظر نہیں آتے۔ وہ بھی قتل گاہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ محو خواب ہیں اور لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات کی نوید ان کی ابدی حیات کی ذمہ دار ہے۔

## زہیرؒ کے ہمنام شہید

سیرت نگاری کا فرض جب ہی ادا ہوتا ہے جب موضوع کے ہر پہلو پر بحث ہو۔ کربلا کے شہیدوں میں دو جلیل القدر مجاہد زہیر کے ہمنام تھے۔

الزہیر بن بشر خثعمیؓ اس مجاہد ملت کو ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے فوج مخالف کے پہلے حملہ کا مقتول بتایا ہے۔ زیارت شہداء میں ان پر سلام موجود ہے۔

السلام علی زہیر بن بشر الخثعمیؓ سلام میں ولایت سکونت کی طرف اشارہ اس لیے ہے کہ دنیا کو نسل لیب کے تعارف کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ مرنے والا کسی زمین کا باشندہ تھا۔ خثعم یمن کے ایک سردار قبیلہ کا نام ہے جو خثعم بن انمار کے نام سے عرب میں مشہور ہے۔

(۱) زہیر بن سلیم ازوی۔ یمن کے رہنے والے تھے مورث اعلیٰ کا نام از بن غوث تھا قبیلہ بہت باعزت سمجھا جاتا تھا۔

شب عاشور جبکہ دشمن نے بڑی مشکل سے ایک شب کی مہلت دی اور عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا کہ دسویں کی صبح کو آل محمدؐ کا چراغ گل کر دیا جائے گا، زہیرؓ اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے صفِ عدو سے نکل آئے اور پہلے حملے میں دشمنوں سے جنگ کر کے شہید ہو گئے۔ زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کے الفاظ یہ ہیں:۔ السلام علیٰ نہ ہیر بن سلیم الانادیؓ۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبد مطلب نے ایک قصیدے میں بنی امیہ کی سیاہ کاری کا تذکرہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں شہدائے کربلاؑ میں سے بعض کا نام بنام حال ہے۔ ان میں زہیرؓ کا بھی نام ہے۔

اس جمعوا عاصرا وادوا زھیرا      ثم عثمان فاصبحوا غارہینا  
واصبحوا الحراء بن قین وقتوہا      قفوا حین جاوسوا مصینا

زہیرؓ اور عاصرؓ کو واپس کروان کے علاوہ عثمانؓ کو انہیں واپس کر دو تاوان ادا کرتے ہوئے اور کوٹھا دو حمرؓ اور قین کے بیٹے کو اور ان لوگوں کو جو جنگِ صفین میں قتل ہوئے اس شعر میں زہیر سے مراد یہی مرد نہرو آزما ہے۔

# باب المراثی

مرزا فصیح

میں نے پڑھا تھا حبیب ابن مظاہر سا ولی ممبرہ پڑھا زرد پوشش زہر بجلی  
ضمیمہ یکھنوی

جب حرم میں اور امام میں ایسا سخن ہوا اک تہلکہ ما فوج حسینی میں پڑ گیا  
پہلے زہیر یقین نے نیزہ علم کیا حضرت نے اسکو روک کے اس طرح سے کہا  
بہتر یہی ہے جنگ میں جتنی درنگ ہو بھائی مری طرف سے نہ آغاز جنگ ہو

میاں دلگیر

زوجہ نے یوں زہیر سے پوچھا کہ یہ ہے کون لالہ فام آیا  
کہا اس نے کہ یاں مدینے سے جگر سید انام آیا!  
علی اکبر ہے یہ شبیہ رسولؐ ابن آقا سوسے سلام آیا  
ہوں میں خدمت میں شاہ کی حاضر شہ کا ہے سے کہ یہ پیام آیا  
بولی زوجہ کہ تیرے لینے کو دلبر شاہِ خاص و عام آیا  
شکر کر تیرے شکر کا ہے مقام لب حضرت پر تیرا نام آیا  
مجھے اس بات کا یقین بھی ہے تو اگر ساتھ شہ کے کام آیا  
قصر فردوس میں جسکے پائے ہاتھ کو شکر کا تیرے جام آیا

لہ مرثیہ گوئی میں ایک بلند پایہ مداح تھے۔ ان کا عہد حضرت انیس و دہیر سے پہلے  
تھا میرا انیس کے بزرگوں کے معاشرے تھے حادثہ آبادی نے دلگیر کے حال میں کہا ہے کہ  
خلیق و حسن کے یہ ہم عصر تھے  
ضمیمہ اور محمد تقی میر کے



## میر انیس

بولے زہیرِ قینؒ کہ حاضر ہیں سب غلام  
بڑھ کر حبیبؒ بھی ہوئے مصروفِ اہتمام  
کمرسی منگا کے بیٹھ گئے اک طرف امام  
رتبہ میں ہو گئی وہ زمینِ عرشِ احتشام  
پر تو فگن تھا نور رسالتابؐ کا  
سر پر لگا تھا چتر زریں آفتاب کا

## مرزا دبیر

ہو ذکرِ زمرہؒ شہدایہ مجال کیا  
بس اک زہیرِ قینؒ کا لکھتا ہوں ماجرا  
جو بعد حجِ حسینوں سے راہ میں ملا  
کیا سیدھا آیا گھر سے خدا کے سونے خدا  
پروانہ ساں طوافِ چراغِ حرم کیا  
اک ماہ میں ثوابِ دو حج کا بہم کیا

## ولہ در صنعت منقوطہ

جب بخت بن قین نے زینت بخشى  
زینبؑ نے تشفی تب لبشفت بخشى  
تبیغیں جزق جبین شوقِ جی بے چین  
جنتِ بخشى نبی نے جنتِ بخشى

## موشن

یرس کے بن قینؒ سے بولے شر والام  
گر حجر کا رسالہ ہے نہیں مگر کچھ اصلا  
اس دشت میں گرو کا ہے اس نے مرارتہ  
پر دیکھو گے پہلے ہی ہو گا مرا فدیہ  
آغاز سے بہتر کہیں انجام ہے اس کا  
دفتر میں شہیدوں کے لکھا نام ہے اس کا

## میر خورشید علی نعفس

اے وہبؒ حبیب ابن مظاہر تہیں اٹھو  
اے حرؒ بن قینؒ مسافر تہیں اٹھو  
اے الگ و ذی رتبہ و صابر تہیں اٹھو  
لو خاک سے اے عالسؒ و عامر تہیں اٹھو

یہ بند حضرت دبیرِ حرم کے اس مرثیہ کا ہے جو خاص حضرت زہیر بن قینؒ کے حال  
میں ہے جس کا مطلع یہ ہے: سے جب نقش کن سے زینتِ لوحِ بقا ہوتی

بھائی نہیں بیگا رہیں اب ہاتھ ہمارے کوئی تو مددگار چیلے ساتھ ہمارے

اسیر

زہیر قین اشجع مروا فنگن شد آمادہ کہ ساز و نام روشن  
خود زہرا جل چومن وسلوا شود قربان زہرا باغ زہرا را  
مرزا محمد جعفر اوج غنچہ ۱۲

دہ بچنے کا حبیب امام عرش وقار حبیب ابن مظاہر سر آمد انصار  
زہیر قین شہر مشرقین کے غم خوار یہ میمنہ کے تو وہ میسرہ کے تھے مختار  
دو جانب اپنے رفیقوں سمیت حاضر تھے جفا نصیب غریب الوطن کے ناصر تھے  
بادشاہ مرزا ثمر میجر الواعظ

ہنگام نزع بھی دل مضطر کو چین تھا زانوئے شہر پہ فرق زہیر ابن قین تھا  
فدا علی خنجر

پیشوائی کو بڑھے تیر کمانیں کڑکیں جب سنا جنگ کو میدان میں زہیر آتے ہیں  
سید سر قز حسین خیر

عہدہ شہر نے ہر زینت لشکر کو دیا میمنہ ابن مظاہر سے غضنفر کو دیا  
میسرہ قین کے نرزد خوش اختر کو دیا علم فوج خدا دلیر حیدر کو دیا  
کہیں چھتیا ہے چھپائے سے خوشی کا چہرہ جگمگا اٹھا جگر بند علی کا چہرہ  
حضرت ذکی

غلّ تھا کرنے کو یہ فردوس کی سیر آتے ہیں کر کے بیت شہر والا سے زہیر آتے ہیں  
حضرت رضی

جو باغ کربلا میں دکھایا حسین نے ہیں پھول اس چین میں بناب زہیر بھی

۱۲ دور حاضر کے شعراء کا کلام صرف تہجی کے لحاظ سے درج کیا جا رہا ہے

# اثبات عزاداری

مصنفہ

عالیجناب سید سبط الحسن صاحب

فائنل ہنسوی

پبلشرز

رحمت اللہ تک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، گھاڑ اور، کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ الْمَدَدُ

تم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں  
غیم حسین کا جو اہتمام کرتے ہیں

نام کتاب

# حسین حسین

مترجم و مؤلف

محمد وصی خاں

شخصیتِ امام عالی مقام پر اجیرت انگیز معلوماتی  
تحقیقی بے مثال مضامین کا نایاب مجموعہ جس کو پہلی  
بار اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے۔ ہزاروں سال کی محنت  
ہزاروں سال کا چھوڑا اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے حاصل  
کیا ہوا مواد

ناشر

رحمتی اللہ تک ایجنسی  
بالمقابل بڑا امام بارگاہ آنھارا اور کراچی... ۷۴۰

فون 2431577

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

تاریخ کی مناسبت سے سلسلہ وار مجالس  
سوز، سلام اور مرثیوں کی بیسیا من

# بیاض تسکین زینب علیہا اللہ منہ السلام

مرتبہ: محمد وحی خان



رباعی، سوز، سلام اور مرثیوں سے ترتیب دی ہوئی تاریخ کی  
مناسبت سے کامیاب مجالس کا مجموعہ جو پہلی بار چھپا گیا ہے۔



ہندوستان و پاکستان کے نامور سوز خوان  
حضرات کے بستوں کا پختہ  
سوگوار بہنوں کے لئے نایاب تحفہ

ناشر: رحمت اللہ بک ایجنسی  
بانتھیل بڑا نام بارگاہ، کھارادر، کراچی۔ ۷۴۰۰۰ - فون ۲۳۳۱۵۷